

ایک بقیۃ السلف عالم دین

علامہ مولانا

مارتوںک صاحب مدظلہ

کہانی انکی اپنی زبانی

راوی: — صاحب سوانح مدظلہ

روایت: — مولانا فضل مولیٰ صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ

ترجمہ: — ادارۃ الحق

سندھ کی بابا سے بیعت | سابقہ تعارف کی بناء پر میں حضرت سندھ کی بابا جی مرحوم کا شرف ملاقات حاصل کرنے کے علاوہ سوات کے موضع شامیزو روانہ ہوا، اور حضرت کی خدمت میں بیعت کی درخواست پیش کی حضرت مرحوم کا قاعدہ تھا کہ بیت سے ان افراد کو نوازتے تھے، جن میں صداقت خلوص اور تکمیل شوق کا جذبہ ہوتا لیکن میری درخواست بیعت پر کسی قسم کا پس و پیش نہ کیا۔ اسی رات میں نے نماز استخارہ پڑھی، اور سو گیا۔ جواب میں جو کچھ نظر آیا وہ صبح کے وقت میں نے حضرت کو حرف بہ حرف بیان کیا۔ میری روئیداد کو سن کر حضرت نہایت خوش ہوئے۔ اور مجھے اس مسجد سے بہاں بہت سجود رہتا اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ چلتے چلتے ہم گاؤں کی ایک پرانی دیران سی مسجد میں پہنچ گئے اور یہیں پر حضرت نے مجھے بھی وضو کرنے کا حکم دیا اور خود بھی وضو کیا اور مسجد کے ایک تاریک کمرے میں مجھے بیعت سے نوازا۔ خصوصی ہدایات دیں اور کتاب اللہ پر عمل کی ترغیب کی۔ ان گاؤں سے فارغ ہو کر حضرت نے مجھ سے خصوصی مصافحہ فرمایا اور کہا کہ بیعت کا اس قسم کا مصافحہ سلسلہ دار چلا آ رہا ہے۔ اور یہ بالواسطہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتا ہے۔

اور بیعت رسول درحقیقت بیعت خدا ہے۔ ید اللہ فوق اید یھم۔ اور آج کے بعد تم پر لازم ہے کہ رب کے قوانین کی حدود کے اندر رہیں۔ اور ہر قسم کی نفسانی اور حیوانی خواہشات کو قابو میں رکھیں۔ اس کے بعد میں ہر چار پانچ سال کے بعد حضرت کا شرف ملاقات حاصل کرنے کے لئے خدمت اقدس میں حاضری دیا کرتا تھا۔ اس دوران میں نے اپنے اسباق سلسلہ قادریہ کی

تکمیل بھی کی۔ حضرت نے چونکہ مجھے خلافت سے نہیں نوازا تھا۔ اور نیز چند مقامی رجومات کی بناء پر وہ دیر چلے گئے تھے اور وہاں موضع کو ہاں شریف میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ اس لئے ان کی وفات تک زیارت کا موقع نصیب نہ ہو سکا۔ ان کا مزار شریف یہیں ہے۔

جذبہ تبلیغ کی شدت | حضرت کی وفات کے چند سالوں بعد دل میں جذبہ تبلیغ ابھر آیا، اور

چند باعمل اور صالح علماء کو اپنے ساتھ لیکر گاؤں گاؤں پھرے اور تبلیغ اسلام کرتے رہے۔ ہمارا مقصد صرف اور صرف احکام شرعی کا نفاذ تھا۔ میری ان کوششوں کا نتیجہ بہت جلد سامنے آیا اور علاقہ مارتونگ چکسیر اور علاقہ اباسین چگزائی میں ہمیں بے حد کامیابی حاصل ہوئی۔ میری ان مخلصانہ جدوجہد اور شوق سے متاثر ہو کر میری قوم نے مجھ سے بیعت کے مطالبے شروع کئے، لیکن چونکہ میں بیعت کا مجاز نہیں تھا، اس لئے میں نے کوئی ایسا کام نہیں کرنا تھا، جس کا مجھے حکم نہیں ملا تھا۔ لیکن میرے جو مخالف اور اذکار لوگوں نے سنے تھے انہوں نے از خود انہیں ورد میں شامل کر لیا، اور قدرت الہی یہ کہ وہ بہت جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے۔ بعد ازاں میں علاقہ تیراہ میں پڑوان شریف گیا۔ وہاں حضرت شیخ المشائخ سید عبدالرازق سے ملاقات ہوئی۔ (موصوف نقشبندیہ قادریہ اور چشتیہ سلسلوں میں خلیفہ تھے)۔ اسی دوران ہم احکام شرعی کی تبلیغ کرتے رہے اور خصوصاً ادائیگی حج پر ہم نے بہت زور دیا۔ لوگوں کو اس فریضہ کی بابائے مائیں کرنے کا نہایت اثر ہوا۔

فریضہ حج | بعض اکابرین چکسیر نے مجھے بھی فریضہ حج ادا کرنے کی پیشکش کی۔ اگرچہ زادراہ کچھ بھی نہ تھا۔ لیکن توکل علی اللہ اور وسیلہ انسان کے ذریعے خدا نے مجھے اپنے گھر کی زیارت سے نوازا تھا سو وہ ہوا۔ ۵ شوال ۱۹۴۸ء کو روانگی ہوئی، راستے میں کچھ عرصے تک بمبئی میں ٹھہرے رہے۔ لیکن جب مکہ معظمہ پہنچ گئے تو ذلیقعدہ کی درمیانی راتیں تھیں، چونکہ ایام حج ابھی دور تھے، اس لئے عمرہ پر اکتفا کرنا پڑا۔ اور زیارت بنوی صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق میں مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے۔

شیخ سنوسی اور مولانا عبدالغفور ہاجر مدنی سے ملاقات | مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مسجد بنوی کے

کے باب السلام میں داخل ہو رہا تھا کہ حضرت مولانا عبدالغفور (عباسی) سے ملاقات ہوئی حضرت مولانا

موصوف اس زمانہ میں دہلی کی مسجد سیل میں امام تھے اور مدرسہ اہلیہ میں درس کے فرائض انجام دیتے

تھے۔ انہوں نے مجھے پہچانا۔ اور علمائے ہند سے بھی میرا تعارف کرایا جو وہیں مقیم تھے۔ لہذا آئے دن

وہ لوگ ہمیں مدعو کرتے۔ ان دنوں ترکی کے شیخ المشائخ حضرت سنوسی بھی مدینہ منورہ آئے تھے۔

ان کے مریدوں کی تعداد لاکھوں سے بھی زیادہ تھی۔ شیخ مرحوم نے جنگ بڑالمس میں حکومت ترکیہ کو

تین لاکھ مرید جنگ کے لئے دئے تھے۔ یہ باتیں مجھے حضرت مولانا عبد الغفور صاحب نے بتائیں نیز یہ بھی بتایا کہ حضرت شیخ ایک محدث عالم بھی ہیں، اور بہت نزدیکی واسطوں سے سلسلہ سند حضور اکرم تک پہنچتا ہے۔ ان سے ملاقات کا شوق دل میں موجزن ہوا کہ تذکرہ علمی ہو، ان کی صحبت میں بیٹھ کر عربی میں گفتگو ہو۔ ملاقات کے دوران ان کی علمی قابلیت سے کافی متاثر ہوا، اور ان سے صحاح ستہ کی تدریس کی اجازت کی سند کیلئے عرض کیا۔ انہوں نے اپنے دست مبارک سے دو سند لکھیں جن پر اپنی ہر خاص لگوائی، ایک مجھے دیدی اور ایک مولانا عبد الغفور صاحب کو۔ دس بارہ دنوں کے بعد مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کیا۔ مکہ معظمہ میں حضرت مولانا عبد السلام تنزی (ہزارہ) سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے بتایا کہ اگر مکہ معظمہ میں تدریس کی خواہش سے انہیں آگاہ کروں تو وہ اس سلسلے میں میری مدد کر سکتے ہیں لیکن میں نے معذرت کا اظہار کیا۔ اور وطن واپس آیا۔

شیخ سید عبد الرزاق سے خلافت | میرے ایک مرید نے حضرت سید عبد الرزاق کو میرے حالات سے آگاہ کیا، تو انہوں نے مجھے ایک تحریری حکمانہ ارسال فرمایا جس میں انہوں نے مجھے سلسلہ قادریہ میں خلیفہ مقرر فرمایا تھا، اور مجھے اجازت دی تھی کہ میں لوگوں سے بیعت لوں۔ کچھ عرصہ بعد حضرت عبد الرزاق مزار پیر بابا تشریف لے آئے اور پھر مریدوں کے بے حد اصرار پر پورن بھی بھی تشریف لے آئے۔ میں بھی حضرت سے ملاقات کی غرض سے پورن آیا، ملاقات کی اور ان سے گزارش کی کہ مار تو نگ کو اپنے قدموں سے مشرف فرمادیں۔ میری درخواست پر وہ مار تو نگ آئے۔ میں نے طلباء کو چھٹی دی۔ ان دنوں میں نے ترمذی شریف ختم کی تھی اور شمالی ترمذی کو ابھی ابھی شروع کیا تھا۔ حضرت صاحب کو میں نے اسباق کے متعلق بتایا تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ شمالی ترمذی شریف ان کے سامنے طلباء کو پڑھاؤں، اور باقی اسباق کی چھٹی کر دوں، طلباء جمع ہو گئے اور درمیان میں حضرت صاحب جلوہ نشین ہوئے، ان کی کرامت کا اثر تھا کہ طلباء پر توجہ سے نہایت اثر ہوا۔ درس کے دوران سب طلبہ پر گریہ طاری ہوا، بقراری اور اضطرابی کیفیت قابل دید تھی۔ کبھی وہ رونے لگتے اور کبھی قہقہے لگاتے، تمام طلباء اور میں خود بھی حضرت کی اس جلالی کیفیت سے بے حد متاثر ہوئے۔ درس کے خاتمہ پر طلباء نے حضرت سے عرض کیا کہ انہوں نے اپنی توجہ مولوی صاحب کی طرف کیوں نہیں کی، تو ارشاد ہوا اگر میں انہیں بھی توجہ دے دیتا تو پھر وہ بھی درس دینے کے قابل نہ رہتے۔ اگلی رات کو حضرت تیرا صاحب نے مجھے اسباق چشتیہ دئے اور نقش بند یہ مجددیہ

خصوصیہ کے اسباق بھی سمجھائے اور بعد میں کافی ہدایات و نصیحتوں اور محبت سے مجھے ان دو سلسلوں میں بھی اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ حضرت کی واپسی کے بعد میں نے بیعت اور تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور مجموعی طور پر پچپن سال تک مارتونگ اور دارالعلوم اسلامیہ سید و شریف میں تدریس کے فرائض انجام دیتا رہا۔ ایک سال تک دارالعلوم منظر العلوم منگورہ میں افتتاح کے بعد درس دیتا رہا۔ جس کے بانی حضرت حاجی خورشید گل صاحب ہیں۔

مارتونگ میں تدریس کا نظام الاوقات | مارتونگ میں تدریس کے پہلے بیس سالوں میں نصاب اور طریقہ تعلیم یہ تھا کہ شروع میں طلباء کو منطق اور فقہ کی ابتدائی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ فنون ختم کرنے کے بعد ہدایہ دونوں جلدیں شروع کی جاتی تھیں۔ نیز اس دوران نماز فجر کے فوراً بعد تدریس میں مشکوٰۃ شریف بھی پڑھاتا تھا۔ اور مشکوٰۃ شریف ختم کرنے کے بعد جلالین شریف تمام طلباء کو پڑھاتا تھا۔

خواب میں زیارت | مارتونگ میں تدریس کے دوران متعدد بار خواب میں زیارت رسول کا شرف حاصل ہوا۔ ایک رات خواب دیکھا کہ میں ایک گاڑی میں سوار ہوں اور میرے ساتھ چند اور علماء بھی ہیں۔ جب ہماری گاڑی ایک جگہ پہنچی تو آواز آئی کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، ملاقاتیوں کو اجازت ہے۔ مجھے نہایت تعجب ہوا کہ ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے نہیں اترتا۔ میں گاڑی سے اتر اور اس جانب روانہ ہوا جہاں سے آواز آتی تھی۔ سامنے دیکھا کہ ایک میدان ہے، جہاں مخلوقات کا جمیع ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ اتنے میں نظر آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں داخل ہوئے اور سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ فرمایا۔ میں نے حضور اقدس کے جسم مبارک کو دیکھا تو ایک نوجوان نظر آئے۔ اس کے بعد حضور نے اوروں سے بھی اسی طرح سے مصافحہ فرمایا۔ مصافحہ کا انداز ایسا تھا کہ ہر آدمی آگے آتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنے کے بعد واپس چلا جاتا۔ میں نے ان سے دوبارہ مصافحہ فرمایا۔ جب زائرین مصافحہ سے فارغ ہوئے تو رسول کریم ایک راستے پر روانہ ہوئے، میں بھی پیچھے چل پڑا اور تیسرا بار مصافحہ کیا مگر مصافحوں سے مجھے تشفی نہ ہوئی۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ جب ان کے قریب پہنچا تو حضرت مجھ کو روکے۔ مجھ سے ناچیز سے معاف فرمایا۔ میں نے جب عذر سے دیکھا تو ان کی عمر مجھے سن کہو، ت میں محسوس ہوئی یعنی کافی فرق محسوس ہوا۔ پہلی ملاقات میں نوجوان محسوس ہوئے تھے، اور اب پچاس پچپن برس سے زیادہ کے۔ اس خواب کے بعد میں

نے محسوس کیا کہ میرے ذہن میں آلودگی اور گندگی باقی نہیں رہی تھی۔ اور ذہن میں صفائی پا رہا تھا، یہاں تک اسباق پڑھانے کے دوران بلا کا نتیجہ و مشقۃ عجیب عجیب لطائف بیان ہوئے درس کے ساتھ ساتھ میں نے جب تبلیغ کا کام بھی شروع کیا، تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ رسول مقبولؐ کے گاؤں کے قریب ایک پہاڑی کے پاس جلوہ افروز ہیں اور ان کے گرد ہشتادہ لوگ ہیں۔ میں بھی ان لوگوں میں ہوں۔ لیکن ان سے آگے اور رسول اللہؐ کے سامنے دو زنانوں بیٹھا ہوں۔ خواب کو دیکھے اگرچہ ایک زمانہ ہو چکا ہے، لیکن میں نے محسوس کیا تھا کہ رسول اللہؐ نے مجھے اشارہ میں کچھ فرمایا تھا۔ اس رات کے بعد میرے جذبہ تبلیغ میں شدت پیدا ہو گئی۔ لیکن ساتھ ساتھ میں تدریس بھی کرتا رہا۔ اس زمانے میں جب میں نے حسب معمول درس مشکوٰۃ شریف شروع کیا تو شیر افضل خان نامی ایک حکیم جو چکیسر کے رہنے والے تھے، مشکوٰۃ شریف کے متعلق مارتونگ کے طلباء کے ساتھ بحث و تمحیص کرتے تھے مشکوٰۃ شریف کے اسرار و رموز سے واقفیت کے شوق نے تجسس کو ابھارا دیا اور ایک دن فیصلہ کیا کہ درس مشکوٰۃ شریف میں ضرور شرکت کریں گے۔ چنانچہ اسی ارادے کی تکمیل کی خاطر وہ ہماری مسجد میں آ پہنچے۔ لیکن جب طلباء کی زبانی اسے معلوم ہوا کہ درس مشکوٰۃ شریف ختم ہو گیا تو اسے بے حد یابوسی ہوئی۔ لیکن شوق اور لگن نے اسے نہ چھوڑا اور وہ روزانہ نماز عصر کے وقت چکیسر سے مارتونگ آجاتے اور مجلس میں بیٹھ کر علمی و دینی مسائل سنتے۔ ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں انہیں صحاح ستہ نہیا کروں لیکن میرے پاس چونکہ طلباء دورہ حدیث کو پڑھانے کے لئے صرف یہی کتب تھیں۔ اس لئے میں نے معذرت کی۔ اسی دن وہ صاحب حیثیت و مرتبہ اشخاص کے پیچھے لگ گئے اور انہیں مدرسہ کے لئے کتب خریدنے پر آمادہ کیا۔ ان لوگوں نے حسب توقع چندہ کر کے تقریباً ۲۰۰ روپے جمع کئے۔ اس واقعہ سے چند روز قبل میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک جگہ بیٹھا ہوں۔ اچانک اسی اثناء میں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کہیں سے نمودار ہوئیں اور میری جانب بڑھنے لگیں۔ میں تعظیماً کھڑا ہوا اور انہیں بیٹھنے کی گزارش کی وہ میری جگہ آکر بیٹھ گئیں۔ جب وہ چارپائی پر بیٹھ گئیں تو میری نگاہیں پہلی بار ان کے چہرے مبارک پر پڑیں، انہوں نے بھی میرا جائزہ لیا، لیکن مجھے دوبارہ انہیں دیکھنے کی جرأت نہ ہو سکی، پہلی نظر میں جب میں نے انہیں دیکھا تو ان کے چہرے میں نورانیت جھلک رہی تھی، شیشہ کی طرح شفاف، انہیں دیکھ کر ایسا محسوس ہوا جیسے کہ انسان شیشے میں اپنا عکس دیکھ رہا ہو۔ جب میں جاگ اٹھا تو دورہ حدیث کی تدریس کے شوق نے عشق کی کیفیت اختیار کر لی تھی۔ میں نے فیصلہ کیا کہ لپٹا دوں جا کر ان روپوں سے صحاح ستہ کی کتابیں خریدوں۔ لیکن پہلے حضرت مولانا قطب الدین

غور عشتیٰ سے دورہ حدیث پڑھانے کی اجازت لوں۔

مولانا قطب الدین غور عشتیٰ سے اجازت حدیث | اجازت کے ارادے سے میں نے حضرت

کی خدمت میں حاضری دی اس وقت مولانا طلباء کو موطا پڑھا رہے تھے۔ میں نے ان سے اجازت حدیث مانگی انہوں نے مجھے موطا امام مالک کی دسے دی اور پڑھنے کا حکم دیا۔ میں نے جب پہلا صفحہ پڑھا تو انہوں نے مسکرا کر کتاب بند کی اور فرمایا جاؤ میری طرف سے آپ جیسے آدمیوں کو صحاح ستہ پڑھانے کی اجازت ہے، کیونکہ یہ ہر انسان کے بس کی بات نہیں حضرت قطب الدین اور میرے استاد الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمن دونوں ہم درس رہ چکے تھے اور دونوں حضرات نے دورہ حدیث حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے پڑھا تھا۔ حضرت مولانا قطب الدین سے اجازت حاصل کرنے کے بعد میں نے باقاعدہ صحاح ستہ پڑھنا شروع کیا، کتابیں خریدیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اور علمی کتابیں بھی پڑھائیں۔ اور ایک مخلوط طریقہ سے میں تقریباً ۲۵ سال تک درس دیتا رہا۔ ایک رات میں نے خواب میں انتقال جناب سرور کائنات دیکھا، ان کی چار پائی کے قریب ایک پستول پڑا تھا۔ میں نے وہ اٹھالیا اور سینے سے باندھ لیا۔ لیکن اس کی پٹی بہت لمبی تھی اور سینے سے نیچے تک لٹک رہی تھی۔ جب میں جاگا تو تعبیر پر متحیر ہوا۔ لیکن جلد ہی حقیقت معلوم ہوئی، کیونکہ دوسری رات جب میں نے خواب دیکھا کہ حضرت اخوند صاحب سوات مارتونگ میں تشریف لائے ہیں۔ وہ اس جگہ جہاں ایک مزار ہے، خیمہ زن تھے اور وہیں سے احکامات صادر فرما رہے تھے ایک شخص میرے پاس آیا اور ایک لفافہ مجھے دے کر واپس چلا گیا۔ جب میں نے لفافہ کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ: میری طرف سے تم حاکم ہو۔

دارالعلوم سیدو میں | چند روز کے بعد تقسیم ہند سے قبل بادشاہ صاحب اور والی سوات صاحب نے یہ ارادہ کیا کہ سید و شریف میں ایک دارالعلوم کھولیں۔ اس وقت کے ولی عہد صاحب نے مجھے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی کہ وہ ایک دارالعلوم کھول رہے ہیں۔ اور میں بحیثیت صدر مدرس وہاں پہنچ جاؤں۔ اور ایک عالم بھی بطور قاصد کے بھیج دیا۔ چونکہ میں علیل تھا اس لئے میں نے معذرت کا اظہار کیا اور انہیں جواباً کہا کہ اگر زندگی رہی اور صحت ہوئی تو حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔ دارالعلوم کا قیام و افتتاح ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ میں ہوا۔ اسی دوران مجھے بار بار دعوت دی گئی، لیکن چونکہ میں علیل تھا۔ اس لئے وہاں نہ پہنچ سکا۔ چند ہینڈوں کی علالت کے بعد جب صحت قدرے اچھی ہوئی تو میں ربیع الاول کے مہینہ میں سوات چلا گیا۔ اور ۲۰ ربیع الاول کو دارالعلوم میں درس شروع کیا۔ اس سال چونکہ تعلیمی سال میں چند ماہ رہ گئے تھے۔ اس لئے دورہ حدیث کا انتظام نہ ہو سکا، اور آئندہ سال کے لئے یہ ارادہ پکا کر لیا۔ اور اسی طرح اگلے

سال دورہ حدیث کے علاوہ فنون وغیرہ کے درس بھی باقاعدہ شروع ہو گئے۔ ان دنوں مہانوں اور متعلقین کے آنے جانے کی وجہ سے مجھے مالی دشواریوں کا بہت سامنا کرنا پڑا۔

میاں گل عبدالودود بادشاہ کیساتھ قیام | ایک دن بادشاہ صاحب نے مجھے طلب فرمایا اور کہا کہ چونکہ میرے مہمان زیادہ آتے رہتے ہیں اور ان کی خاطر تواضع وہاں کے شایان شان ناممکن ہے۔ اس لئے میں ان کے ساتھ ان کے ذاتی محل جسکا نام عقبہ تھا میں رہوں۔ چنانچہ میں وہاں منتقل ہوا اور میری دشواریاں اور پریشانیاں ختم ہو گئیں۔ کیونکہ چائے صبح کے وقت نوکرے آتا اور کھانا بادشاہ صاحب کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا۔ نیز عقبہ سے دارالعلوم تک آنے جانے سے ورزش بھی ہوجاتی اس لئے بفضل خدا صحت بالکل ٹھیک ہوئی۔ بادشاہ صاحب کے ساتھ عقبہ میں تقریباً پندرہ سال میں نے گزارے۔ اسی دوران میں ہر جمعرات کو باحازرت، بادشاہ صاحب مسجد ڈبہ منگورہ جاتا، وہاں میرے فرزند مولانا رشید احمد اور میرے چچا زاد بھائی مولانا امان اللہ مقیم تھے۔ پندرہ سال بعد دارالعلوم منگورہ کے قریب ایک نئی عمارت میں منتقل کی گئی۔ چونکہ اب روزانہ عقبہ سے اس نئی جگہ آنا دشوار تھا، اس لئے میں نے بادشاہ صاحب سے منگورہ میں قیام کی اجازت لی۔ مولانا رشید احمد اور مولانا امان اللہ فراغت کے بعد مازنوزنگ چلے گئے اور وہیں سے علم دین کے تشنگان کی پیاس بجھاتے رہے۔

طلبہ کی حالت میں فرق | میں نے بیس سال تک جن طلباء کو پڑھایا ان میں ہر وطن اور ہر قوم کے لوگ تھے۔ اور ان میں طلبہ دین کا جذبہ تھا، خلوص تھا، اور وہ نہایت شوق سے دین الہی سے معرفت کی خاطر اتنی سہولتیں برداشت کر کے آتے تھے۔ لیکن آئندہ چھ سال تک میں نے جن طلباء کو پڑھایا، ان میں سے اکثر مند کے لئے آیا کرتے تھے، انہیں نہ دین سے غرض تھی اور نہ عمل و علم کا شوق۔ بعضی مدرسے اور عہدوں کے لالچ میں لگن تھے۔

حالانکہ ہمارے دارالعلوم سے ایسے طلباء بھی فارغ ہوئے ہیں جنہیں سرکاری عہدوں کی پیشکش نہایت عزت و احترام کے ساتھ کی گئی تھی۔ اور وہ دارالعلوم اسلامیہ اور دارالعلوم چارباغ میں مدرسے کے اہم فرائض پر مامور کئے گئے تھے۔ میں نے کئی بار استعفیٰ دینے کی کوشش کی لیکن ہر بار بادشاہ صاحب نے مجھے اس ارادے سے باز رکھا، اور مجھے نہایت ادب سے تدریس کے لئے روکے رکھا۔ اور یہ کہتے کہ اگر تم والی صاحب کو استعفیٰ کی منظوری کے لئے مجبور بھی کرو تو وہ صرف مجبوری ہوگی۔ اور جبوقت وہ آپ کا استعفیٰ خوشی سے منظور کریں تو وہ ناراض بھی نہ ہوں گے۔ اور آپ کو مراعات

سے بھی تیار دیں گے۔

سجدہ قتل پشاور میں تدریس | دارالعلوم سیدہ شریف کی تدریس سے کچھ عرصہ قبل کا واقعہ ہے کہ چونکہ میرے چچا نے شادی نہیں کی تھی، بالآخر ہم سب نے انہیں مجبور کیا کہ کوئی نشانی رہ جائے گی تو ہم نے ان کے لئے رشتہ کا انتخاب کیا اور بہرہ وغیرہ میں نے اپنے ذمہ لیا، جس کی وجہ سے مقروض ہونا پڑا۔ اس وقت میرے ساتھ بعض منتقی طلباء زیر تعلیم تھے جن میں ایک مولوی محمد سلیم بدخشان تھے جو انتہائی درجہ کے ذکی اور ذہین تھے، فنون میزانی اور فنون حکمیہ ایک دفعہ پڑھ چکے تھے، لیکن دوبارہ مجھ سے حکمت و فلسفہ کی اونچی کتابیں پڑھنا چاہتے تھے وہ اس امر کے باعث ہوئے کہ میں دارالعلوم تورہ قل بائی پشاور میں مدرسہ اختیار کروں تاکہ قرض بھی ادا ہو سکے اور ہماری پڑھائی میں بھی حرج نہ ہو، بلکہ پشاور میں تعلیمی افادہ اور بھی بڑھ جائے گا، تو میں نے یہ بات مان لی اور انہوں نے تورہ قل بائی کو منظوری کی اطلاع دی میں نے اپنے طالب علموں کے ساتھ پشاور گیا اور تدریس شروع کی۔ دو تین ہی ماہ گزرے تھے کہ طلبہ کثرت سے اکٹھے ہوئے، ایک سو چالیس تک تعداد پہنچی اور کچھ طلبہ ہندوستان سے بھی آئے طلبہ کی بڑی بڑی جماعتیں ترتیب دیکر میں پڑھاتا۔ اور ۱۵ شعبان کو گھر آیا، حاجی صاحب تورہ قل مرحوم نے کئی خطوط بھیجے کہ آپ پھر تشریف لائیں جتنی تنخواہ آپ لینا چاہیں، لیکن میری مجبوری قرض کی ادائیگی دور ہو چکی تھی۔ اس لئے وہاں جانے سے معذرت کی۔

تلامذہ | تلامذہ کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے، چند مشہور افراد جو معلوم ہو چکے ان کے نام یہ ہیں :-

- ۱۔ استاد الکمل مولانا عبدالشکور معروف کنڈیا مولوی صاحب۔ ۲۔ مولانا عبدالغفار صاحب کوہستان۔ ۳۔ موصحوم مولوی کوہستانی۔ ۴۔ مولانا محمد ہاشم صاحب پنج شیر افغانستان۔ ۵۔ مولانا طالب محمد بدخشان۔ ۶۔ مولانا محمد شریف کابل۔ ۷۔ مولانا محمد سلیم بدخشان۔ ۸۔ مولانا محمد شریف کاما مولوی صاحب۔ ۹۔ مولوی شمدڑہ صاحب۔ ۱۰۔ مولانا عبدالسلام چترزوی۔ ۱۱۔ مولانا رحیم اللہ صاحب دارالعلوم سوات۔ ۱۲۔ مولانا زرواد صاحب دارالعلوم سوات۔ ۱۳۔ مولانا فضل مولیٰ صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ۱۴۔ مولانا عبدالرحمان صاحب شیخ الحدیث تعلیم القرآن راولپنڈی۔ ۱۵۔ مولانا عبدالمنان صاحب مینی مدرس تعلیم القرآن راولپنڈی۔ ۱۶۔ مولانا نقیب احمد صاحب دیروی۔ ۱۷۔ مولانا عبدالعلیم کوہستانی سابق مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ۱۸۔ مولانا مغفور اللہ صاحب چترزوی۔

